

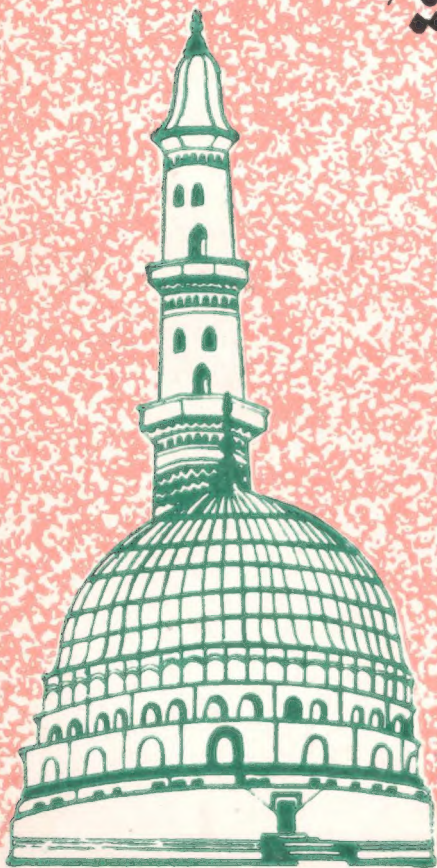
سیرۃ النبیؐ سیرۃ نبویہ: ۸

لَا تُكْفُرُ فِي رُسُولِ اللَّهِ اسْوَةٌ حَسَنَةٌ
(القرآن الحکیم)

شانِ خاتم الانبیاء

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ظہور اسلام میں



شائع کرکچہ۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان، پنجاب (بھارت)

پیش لفظ

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب مہوٹ ہوئے تو جزیرہ عرب، شرک و بت پرستی کا گویا منبع بنا ہوا تھا۔ لیکن تینیس برس کے مختصر عرصے میں ایسا عظیم الشان انقلاب رونما ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو سارا عرب توحید کا گہوارہ بن چکا تھا۔ تین سو ساٹھ بتوں کے پجاریوں کو خدائے واحد کے آستانہ پر بھکا دینا اور سرکش و متمرّد طبیعتوں کو ”اسلام“ کے سانچے میں ڈھال کر مطیع و فرمانبردار بنادینا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اعجازی کارنامہ ہے۔ !!

ظہور اسلام کے عظیم کارنامے کی یادگار کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ماہ اگست کا نام ہجری شمسی تقویم میں ظہور تجویز فرمایا۔

مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے شائع ہونے والی سیرۃ النبیؐ سیرۃ کا یہ اٹھواں مقالہ جو ظہور اسلام کے ۲۳ سالہ سفر کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہے، ہماری درخواست پر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ اجمیر، ربوہ نے مرتب فرمایا ہے۔
فجّزہ اللہ تعالیٰ خیراً۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر جہت سے نافع الناس بنائے۔ آمین ۛ

خاکسار

محمد انعام غوری

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

۱۵؍ظہور ۱۳۶۶ء، پیش
۱۵؍اگست ۱۹۸۷ء



مذاہبِ عالم کی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور ظہورِ اسلام ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسندِ رسالت کو اپنے وجود سے عزت دی تو وہ زمانہ ایک ایسا تاریک زمانہ تھا کہ کوئی پہلو دنیا کی آبادی کا بدحلیٰ اور بد عقیدگی سے خالی نہ تھا۔ آریہ ورت میں بُت پرستی نے خدا پرستی کی جگہ لے لی تھی۔ یورپ میں جہالت و وحشت کا دور دورہ تھا۔ ایران میں مزدکیہ کا زور تھا۔ اور اخلاق، تہذیب اور انسانیت کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا۔ چین میں ہر کام کے لئے جہادِ بُت مقرر تھے۔ اور اہل عرب تو انتہا درجہ کی وحشیانہ حالت تک جا پہنچے تھے۔ کوئی نظام انسانیت کا ان میں باقی نہ رہا تھا۔ تمام معاصی ان کی نظر میں فخر کی جگہ تھے۔ ماؤں کے ساتھ نکاح کرنا حلال سمجھتے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ بظاہر انسان تھے مگر غفلتِ مسلوب تھیں۔ نہ حیا تھی نہ شرم نہ غیرت۔ شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے۔ جس کا زنا کاری میں اول نمبر ہوتا، وہی قوم کا رئیس کہلاتا تھا۔ بے علمی اس قدر تھی کہ اگر گرد کی تمام قوموں نے اُن کا نام اُمّی رکھا ہوا تھا۔

ایسے وقت میں پیغمبرِ عالم حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عرب کے مرکزِ شہرِ مکہ معظمہ میں ۲۰ اپریل ۵۷۰ء کو ولادت باسعادت ہوئی۔ اس موقع پر حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کو ایک حیرت انگیز کشفی نظارہ دکھلایا گیا۔ جو حضرت علامہ جلال الدین سیوطی

کی کتاب ”المخصائص الکبریٰ“ کی جلد اول میں بالتفصیل درج ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں :-

”میں نے اس وقت دنیا کے مشارق و مغارب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا میں جھنڈے نصب کئے گئے۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔ اُس وقت مجھے دروزہ ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد میں نے آپ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور انگلیوں کو اس طرح اٹھاتے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ و زاری کرنے والا اٹھاتا ہے۔ پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی جانب سے آ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اُس نے آپ کو مجھ سے روپوش کر لیا۔ پھر وہ غائب ہو گیا۔ پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا :-

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زمین کے مشارق و مغارب میں لے جاؤ۔ اور سمندروں کی

سیر کرو تاکہ وہ سب آپ کے نام نامی، اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان

لیں اور جان لیں کہ آپ کا اہم گرامی اور نام نامی دریاؤں میں ماحی رقم کیا گیا ہے۔

کیونکہ شہرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ کے زمانہ میں مٹا دیا جائے گا۔“

پھر وہ ابر جلد ہی آپ کے پاس سے ہٹ گیا۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے

میں ملبوس ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا کچھونا ہے۔ اور آپ ابدال موتیوں کی تین گنجیاں ہاتھ میں

لئے ہوئے ہیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا — ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نصرت، غلبہ

اور نبوت کی گنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔“ اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔ اس

میں گھوڑوں کے ہنہانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہاں

تک کہ اُس نے بھی آپ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا۔ اور آپ میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے

منادی کو ندا کرتے سنا کہ ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مشرق و مغرب اور انبیاء علیہم السلام کی

مولدات پر لے جاؤ اور آپ کے حضور جن و انس اور وحوش و طیور کی رُحوں کو پیش کرو۔ اور آپ

کو حضرت آدم کی صفا، حضرت نوح کی رقت، حضرت ابراہیم کی خلعت، حضرت اسماعیل کی

زبان، حضرت یعقوبؑ کی مسرت، حضرت یوسفؑ کا جمال، حضرت داؤدؑ کی آواز، حضرت ایوبؑ کا صبر، حضرت یحییٰؑ کا زہد، اور حضرت عیسیٰؑ کا کرم عطا کرو۔ اور تمام نبیوں کے اخلاقِ حمیدہ اور فضائلِ جلیلہ سے آراستہ کر دو۔“ علیٰ نبینا وعلیہم السلام۔ اس کے بعد وہ اُپر چھٹ گیا۔ اور میں نے آپؐ کو موبوڈ پایا۔ آپؐ چلے ہوئے سبز حویر کو تھامے ہوئے تھے۔ پھر کسی کو کہتے سنا کہ خوشی ہے خوشی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دُنیا کو تھامے رکھا ہے۔ اور کوئی مخلوق نہیں جو آپؐ کے حلقہٴ نبوت سے باہر ہو۔“ (ترجمہ) انصافُ الکبریٰ جلد ۱ ص ۴۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام سلسلہ انبیاء میں واحد نبی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ منادی فرمائی کہ آپؐ دُنیا بھر کی تمام قوموں، تمام نسلوں اور تمام ملکوں کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ اور مشرق و مغرب میں کوئی ایک فرد بھی آپؐ کے دائرہٴ رسالت سے الگ نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے :-

● — وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (السَّبَا: ۲۹)
ہم نے تجھے کو تمام بنی نوع انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقہٴ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا) رسول بنا کر بھیجا ہے جو (مومنوں کو) خوشخبری دیتا اور (کافروں کو) ہوشیار کرتا ہے۔

● — قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (الْأَعْرَاف: ۱۵۹)
کہو (کہ) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

● — هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِٱلْهُدٰى وَذِينَ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ ۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِ ۖ (التَّوْبَة: ۳۳)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ (باقی) تمام
دینوں پر اُسے غالب کر دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (سُورۃ علق: ۲) کی
صدائے ربّانی پر خُدا سے واحد کے پیغام کی مُنادی کا آغاز فرمایا جس پر مردوں میں سے سیدنا حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خوہن میں سے حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، بچوں میں سے سیدنا حضرت علی ابن
ابی طالب اور غلاموں میں سے حضرت زید بن حارثہ سب سے پہلے داخلِ اسلام ہوئے۔ دُنیا
میں اسلام کا یہ پہلا فائلہ تھا۔ تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت خاموشی اور
رازداری کے ساتھ فریضۂ تبلیغ ادا فرمایا۔ بعد ازاں فَاَصْدَعَ بِمَا تَوَمَّرُ (حجرو: ۹۵) کا حکم
ملنے ہی پہلے تو کوہِ صفا پر قریش کے ایک بڑے اجتماع کو تبلیغی خطاب فرمایا۔ اور پھر حرمِ کعبہ میں
بُت پرستی کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتے ہوئے توحید کا اعلان کیا جو کفارِ مکہ کے مذہب کے خلاف
زبردست چیلنج تھا۔ اور اُن کے نزدیک خُدا کے گھر کی کھلی توہین تھی۔ لہذا اُنہوں نے فوراً ہنگامہ
بپا کر دیا۔ چاروں طرف سے لوگ شہِ لولاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ٹوٹ پڑے۔
آپ کے ربیب حضرت حارث بن ابی مالہ نے بچا ناپا کیا لیکن انہیں نہایت بیدری سے شہید کر دیا گیا۔
اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون تھا جس سے خانہ کعبہ کی سرزمینِ پاک رنگین ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد چوبیس عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مخالفت کا ہونا ک
طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور نہ صرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ،
حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دوسرے بلند پایہ صحابہؓ اور صحابیاتؓ پر جو رستم
کے پہاڑ ٹوٹ پڑے بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مظالم کی انتہا کر دی گئی۔ مسجدِ حرام میں عین
نماز کے وقت آپ کی گردنِ مبارک میں پٹکا ڈال کر کھینچا گیا یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں باہر نکل

آئیں۔ ایک دوسرے موقع پر سجدہ کے دوران پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھری ڈال دی گئی۔ شہنشاہِ دو عالم بازار سے گزرتے تو اباش آواز سے کہتے۔ ایک شہر میں نے ایک دفعہ حضور پر خاک ڈالی حضور اسی حالت میں گھر پہنچے۔ آپ کی ایک صاحبزادی نے دیکھا تو زار و قطار رونے لگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو تسلی دی اور فرمایا بیٹی! آہ و بکا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کی خود حفاظت کریگا۔ تاریخ میں ہے کہ آنحضرت صفا پہاڑی پر بیٹھے تھے کہ ابوہریر نے آپ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے گالیاں دیں۔ حضور اُس کی مغلظات سُنتے رہے اور خاموشی سے اُٹھ کر واپس گھر تشریف لے آئے۔ جوں جوں کافروں کی آتشِ انتقام تیز اور وسیع تر ہوتی گئی، آنحضور کے جذبہ تبلیغ میں بھی حیرت انگیز طور پر اضافہ ہوتا چلا گیا۔ بالآخر قریش مکہ کے ایک وفد نے حضرت ابوطالب سے شدید احتجاج کیا۔ لیکن جب اس کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا تو اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو ”شعب ابی طالب“ کی گھاٹی میں اڑھائی تین سال تک غلامانہ طور پر نظر بند کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں آپ نے حج کے موقع پر آنے والے قبائل سے ملاقاتیں کیں نیز عکاظ کے مشہور قومی میلہ میں تشریف لے گئے۔ اور بیرونی عربوں کی فرو دگاہوں پر جا جا کر دعوتِ اسلام دی۔ ازالِ بعوجب محاصرہ اُٹھ گیا تو حضور نے طائف کے رؤساء پر اتمامِ حجت کرنے کے لئے چالیس میل کا طویل سفر اختیار کیا۔ مگر ان بد بختوں نے کُتے اپنے ساتھ لئے۔ شہر کے اباش لڑکوں کی جھولیوں میں پتھر ڈال کر آپ کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے آپ پر نہایت بیدردی سے پتھر برسانے شروع کر دیئے جس سے آپ کا سارا بدن لہو لہان ہو گیا اور زمینِ آپ کے اس مقدس خون سے گویا تر ہو گئی جس کا ایک قطرہ پوری کائنات سے زیادہ قیمتی اور بابرکت تھا۔ یہ لوگ برابر تین میل تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے اور سنگ باری کرتے رہے۔ اس دوران پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا کہ مجھے خدا نے بھیجا ہے تا اگر حکم ہو تو میں طائف کے دونوں پہاڑ پیوست کر کے اہل طائف کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں۔ مگر رحمۃ اللعالمین نے جواب دیا :-

ہرگز نہیں۔! مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی میں سے وہ لوگ پیدا کر دے گا جو خدا کے ساتھ پرستار ہوں گے۔

(دیباچہ تفسیر القرآن ص ۱۹۳-۱۹۶، سیرت خاتم النبیین حصہ اول ص ۲۳۸-۲۴۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس زبردست یقین اور توکل کے پیچھے دراصل وہ آسمانی بشارتیں جلوہ گر تھیں جو رب العالمین کی طرف سے آپ کو منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد وقتاً فوقتاً دی گئیں اور بتایا گیا کہ حالات بالآخر ایسے رنگ میں پلٹا کھائیں گے کہ اسلام کی اشاعت اور اس کے ہمہ گیر غلبہ کا خدا تعالیٰ منصوبہ بہر حال کامیاب ہو کر رہے گا۔ اور حق و صداقت کی آواز کو دبانے کے سارے منصوبے دھڑے کے دھڑے رہ جائیں گے۔

مثلاً اُن پر آشوب اور پر فتن ایام میں جبکہ حضور پر اور حضور کے مخلص صحابہ پر انسانیت سوز اور شرمناک مظالم ڈھائے جارہے تھے اور حکومت کا کوئی واہمہ بھی اُن کے ذہن میں نہیں تھا اور نہ مکہ والوں کے خواب و خیال میں بھی یہ بات آسکتی تھی کہ مظلوم اور نہتے مسلمان بادشاہ بن جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ القمر میں یہ حیرت انگیز خبر دی کہ عنقریب اسلامی حکومت قائم ہوگی اور عرب کے تمام قبائل اسلام کے اثرات صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے لئے اس پر حملہ کر دیں گے۔ مگر شکست فاش کھائیں گے۔ چنانچہ فرمایا :-

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَا لَهُمْ
أَخْذًا عَزِيزًا مُّقْتَدِرًا ۝ أَكْفَارًا كُمْ خَيْرٌ مِّنْ أَوْلِيائِكُمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ
فِي الزُّبُرِ ۝ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرُونَ ۝ سَيُهْزَمُ
الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ (القمر آیتہ : ۲۲-۲۶)

(ترجمہ :- اور آل فرعون کے پاس بھی نبی آئے تھے مگر آل فرعون نے ہماری سب آیتوں کو جھٹلایا جس پر ہم نے اُن کو ایک غالب طاقتور کی طرح عذاب سے پکڑ لیا۔

(اے مکہ والو!) کیا تم میں سے کفر کرنے والے اُن پہلوں سے اچھے ہیں یا پہلی کتابوں میں تمہارے لئے عذاب سے حفاظت لکھی ہوئی ہے؟ کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت میں جو غالب آکر رہیں گے۔ اُن کی جماعت کو عنقریب شکست دی جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

اس پر شوکت خبر کے بعد کفارِ عرب نے ہر طرف سے تبلیغ کے دروازے بند کر رکھے تھے کہ اسی دورانِ یثرب (مدینہ) کے چھ آدمی حج کے ایام میں آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے۔ پھر واپس جا کر اس بے جگری سے دعوتِ الی اللہ میں سرگرم عمل ہو گئے کہ مدینہ میں نہایت تیزی سے اسلام پھیلنے لگا۔ جب مدینہ میں لوگوں کی خاصی تعداد مسلمان ہو گئی تو کفارِ مکہ نے حضور کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنایا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ اس طرح خدائی پیشگوئی کے عین مطابق اسلامی بادشاہت معرضِ وجود میں آگئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں پہنچتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مسجدِ نبویؐ کی صورت میں پہلے مرکزی دارالنبیغ کی تعمیر کی اور مدینہ اور اس کے ارد گرد اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ قریش کو یہ معلوم ہوا تو اُن کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور اُنہوں نے آپ کی جماعت کو تباہ کر دینے کا مُصمم ارادہ کر لیا۔ اور قبیلہ خزرج کے سردار عبداللہ بن ابی کو الیٰطیمٹم دیا کہ تم نے ہمارے آدمی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے ہاں پناہ دے کر کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ یا تو تم اُس کے خلاف جنگ کرو، یا اپنے ہاں سے نکال دو۔ ورنہ خدا کی قسم ہم اپنے آدمیوں کو لے کر تم پر چڑھا دیں گے۔ تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے ایک خط مدینہ کے یہودیوں کو بھی لکھا (جو پہلے ہی اسلام کے سخت دشمن تھے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سخت مشتعل کیا۔

۔ ان ابتدائی کوششوں کے بعد قریش نے سٹنہ ہجری میں ایک بڑی فوج لے کر مدینہ پر

چڑھائی کر دی۔ مسلمانوں کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی۔ بدر کی پہاڑی پر مقابلہ شروع ہوا۔ اتنی بڑی فوج کے مقابلہ میں گنتی کے چند نہتے اور کمزور مسلمانوں کی بساط ہی کیا تھی؟ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ اُلوہیت میں سجدہ ریز ہو گئے۔ اور گڑگڑا کر دُعا مانگی۔ چند گھنٹوں کے اندر اندر قریش کو مکمل شکست ہوئی اور اُن کے بڑے بڑے آزمودہ کارجنیل کام آئے۔ قریش مکہ اگلے سال اُحد کے میدان میں پھر برسرِ پیکار ہوئے۔ اس دفعہ بھی اُن کے حملہ کا اصل مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا تھا۔ لڑائی کے دوران اُنہوں نے آنحضرت کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مگر جاں نثار صحابہ نے آپ کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں لڑا دیں اور دشمن اپنے مقصد میں بُری طرح ناکام رہا۔ اس کے بعد اُنہوں نے مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ مل کر زبردست سازش کی۔ اور شہنشاہِ عرب کے تمام قبائل سمیت چوبیس ہزار کی تعداد میں اسلامی حکومت پر حملہ آور ہو گئے۔ تا مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ مسلمان عورتوں اور بچوں سمیت مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کو تین تین ہزار ہو گئی۔ اتنے بڑے لشکرِ جرّار کی آمد نے اُن پر زلزلہ طاری کر دیا۔ دشمن کی کامیابی بظاہر یقینی تھی مگر حملہ آور قبائل میں یکایک پھوٹ پڑ گئی۔ رات کو سخت آندھی چلی۔ آگیں بجھ گئیں۔ ہر طرف جھگڑا مچ گئی۔ اور سپاہیوں نے بدحواس ہو کر بھاگنا شروع کر دیا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے برسوں قبل بتلادیا تھا، رات کے آخری ثلث میں جنگ کا وہ میدان جس میں کفار کے ۲۴ ہزار سپاہی خیمہ زن تھے، جنگل کی طرح ویران ہو گیا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ الہام خبر دی کہ ہم نے تمہارے دشمن کو بھگادیا ہے۔ (اور سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ کی پیش گوئی پوری ہو گئی ہے)

غزوہ بدر، اُحد اور غزوہ احزاب کی بڑی لڑائیوں کے علاوہ قریباً ۲۵ چھوٹی بڑی مہمات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو مجبوراً مشغول ہونا پڑا جس سے اشاعتِ اسلام کی راہ میں سخت رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ لیکن غزوہ احزاب کا یہ خوشگوار نتیجہ برآمد ہوا

کہ عرب کے وہ قبائل جو دل سے صداقت اسلام تسلیم کر چکے تھے اور قریش اور ان کے حامیوں کی طاقت و سطوت سے مرعوب تھے، مدینہ میں آ کر اسلام قبول کرنے لگے۔

سنتہ ہجری کی صلح حدیبیہ سے اشاعت اسلام کا سنہری باب شروع ہوا جبکہ قریش کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہو جانے کے نتیجے میں ملک میں عارضی امن کی صورت پیدا ہو گئی۔ آنحضرتؐ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک ایسا اشاعتی کارنامہ سرانجام دیا جس کی مثال پہلے نبیوں میں نہیں ملتی۔ آپؐ سے قبل کسی اور نبی نے غیر قوموں کے بادشاہوں کی طرف دعوت کے خط نہیں لکھے۔ کیونکہ وہ دوسری قوموں کی دعوت کے لئے مامور نہ تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہلو سے بھی عالمگیر تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ اور عرب و عجم کے مندرجہ ذیل بڑے بڑے شہنشاہوں اور بادشاہوں اور حاکموں کے نام تبلیغی خطوط لکھوا کر بھیجوائے۔

(۱) — ہنرقل قیصر روم۔ یہ دنیا کا عظیم طاقتور عیسائی شہنشاہ تھا جس کی سلطنت ایشیا، یورپ اور آفریقہ کے تین براعظموں میں پھیلی ہوئی تھی۔ قیصر روم نے گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول نہیں کی مگر بہت عزت اور ادب سے پیش آیا۔ اسی لئے حضورؐ نے فرمایا کہ خدا رومی سلطنت کو کچھ مہلت دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگرچہ اس کے بہت سے علاقے مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں چھین کر اسلامی حکومت میں شامل ہو گئے، تاہم رومی سلطنت قسطنطنیہ اور اس کے گرد و نواح میں سینکڑوں سال تک قائم رہی۔

(۲) — خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران۔ (ساسانی سلطنت کا تاجدار) شان و شوکت

اور جاہ و جلال میں دنیا کا کوئی دوسرا بادشاہ اس کے ہم پلہ نہ تھا۔ اس نے قیصر روم کو پے در پے شکستیں دے کر اس کا بہت سا علاقہ چھین لیا تھا۔ اس ظالم بادشاہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو یہ کہتے ہوئے پارہ پارہ کر دیا کہ میرا غلام ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا ہے۔

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جلال سے پیشگوئی فرمائی کہ خدا اُس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ لے چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں اس پر شکوہ ایرانی مملکت کے پرچھے اڑ گئے اور ہر طرف اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

خُسرُو پر ویز نے یہ گستاخانہ حرکت بھی کی کہ اس نے یمن کے گورنر باذان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ اس کی تعمیل کے لئے باذان کا سیکرٹری بانویہ ایک مضبوط سوار کے ساتھ مدینہ پہنچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناصحانہ انداز میں کہا کہ بہتر ہے ہمارے ساتھ چلے چلیں ورنہ کسریٰ آپ کے ملک اور قوم کو تباہ کر دے گا۔ آنحضرت یہ سن کر مسکرائے اور جواب میں اسلام کی تبلیغ کی اور فرمایا، آج رات ٹھہ جاؤ کل جواب دوں گا۔ اگلے روز آپ نے فرمایا ”اَبْلَغَا صَاحِبُكُمَا اَنْ رَبِّي قَتَلَ رَبَّهُ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ“ یعنی والی یمن سے جا کر کہہ دو کہ میرے رب نے اُس کے رب (کسریٰ) کو آج رات قتل کر دیا ہے۔ بانویہ اور اُس کے ساتھی نے باذان کو آنحضرت کا پیغام پہنچا دیا۔ چند روز بعد باذان کو خُسرُو پر ویز کے بیٹے شہر وہ کا شاہی فرمان ملا کہ میرے نام پر اپنے علاقہ کے لوگوں سے اطاعت کا عہد لو۔ میں نے اپنے ظالم باپ کو قتل کر دیا ہے اور قتل کا یہ واقعہ ٹھیک اُسی رات ہوا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے اطلاع پائی تھی۔ اس عظیم الشان معجزہ کو دیکھ کر نہ صرف گورنر باذان بلکہ یمن کے کئی اور لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ ۷

(۳) — جریح بن مینا۔ مقوقس مصر۔ یہ شخص قیصر کے ماتحت مصر اور سکندریہ کا موروثی حاکم اور مسیحی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرا تبلیغی خط اُسے بھیجا۔ مقوقس مصر آنحضرت کے سفیر کے ساتھ بہت عزت سے پیش آیا اور اظہارِ عقیدت کے طور پر اُس نے کئی تحائف بھی حضورؐ کی خدمت میں بھجوائے۔

(۴) — اصحیح نجاشی (ایہ سینیا کی عیسائی حکومت کا فرمانروا)۔ اس پارسا بادشاہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خطر پر بتیک کہتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ سُنہ میں اُس کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی وفات پر الہاماً اطلاع دی گئی اور آپ نے دینہ میں اُس کا جنازہ غائب پڑھایا۔

(۵) — حارث بن ابی شمر والی غسان۔ غسان کی ریاست عرب کے متصل جانب شمال واقع تھی۔ یہ شخص اسلام سے محروم رہا۔

(۶) — ہوزہ بن علی رئیس یمامہ۔ اس منکبر مزاج نے بھی دعوتِ اسلام کو ٹھکرا دیا۔

(۷) — منذر تیمی۔ فرمانروائے بحرین۔ منذر تبلیغی خطر پانے پر فوراً حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

حکمران کے مسلمان ہوتے ہی اس علاقہ کے تمام عرب بلکہ بعض عجمی بھی مسلمان ہو گئے۔

(۸) — حارث بن عبد کلال (قبیلہ حمیر کا امیر) کے نام بھی ایک تبلیغی خطر روانہ فرمایا۔

(۹) — عرب کے بعض قبائل مثلاً عبد العیسٰی، بکر اور نمیم بحرین کی وادیوں میں آباد قبائل

کے نام بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغی خطوط بھیجے جس کے اثر انگیز الفاظ سے عبد العیسٰی کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

(۱۰) — سی بخت (ریاست، ہجر کا دالی) اس شخص نے بھی آنحضرت کے تبلیغی خطر پر اسلام قبول کر لیا۔

اس کے علاوہ آنحضرت نے عمان کے بادشاہ، یمن کے قبیلہ بنی تہد اور قبیلہ ہمدان کے سردار بنی علیم کے سردار اور حضرمی قبیلہ کے رؤسا کی طرف بھی خطوط لکھے جن میں سے اکثر مسلمان ہو گئے۔ اس زمانہ میں قلوب و اذان پر آسمانی فرشتوں کا اس کثرت سے نزول ہوا کہ عرب ریاستوں کے کئی فرمانروا از خود داخل اسلام ہو گئے۔ مثلاً فروہ بن عم حاکم معان۔ جریر بن عبد اللہ بن کحلی (قبیلہ بکلیہ کے فرمانروا) عدی بن حاتم (قبیلہ طے کے حاکم) ذی الکلاع حمیری (قبیلہ حمیر کے بادشاہ)۔

”ملک میں روز بروز اسلام کا اثر و نفوذ بڑھتا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خود قریش مکہ کی معاہدہ شکنی کے نتیجے میں ایسے غیبی سامان پیدا کر دیئے کہ خدا کا مقدس نبی دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں فائنحانہ نشان کے ساتھ داخل ہو گیا۔ یہ رمضان سنہ ۶۱۰ء مطابق دسمبر ۶۱۰ء کا واقعہ ہے۔ اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام خونی اور خطرناک مجرموں کے لئے جنہیں دُنیا کا کوئی قانون معاف نہیں کر سکتا تھا، بے نظیر اور محیر العقول حلم و رحم سے کام لے کر عفو عام کا شاہی اعلان کر دیا۔ یہ ایک بے مثال عملی تبلیغ تھی جس نے قریش مکہ کے عقیدہ کفر و شرک کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ اور اُن کی اکثریت نے ایک ہی دن میں مسلمان ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی۔ خانہ کعبہ سے تین سو ساٹھ بتوں کو نکال کر پھینک دیا گیا۔ ماجول کعبہ کے بُت خانے منہدم کر دیئے گئے۔ اور تمام جزیرہ نمائے عرب میں اسلام نہایت سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا۔ فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی کثرت کے ساتھ عرب کے مختلف حصوں اور علاقوں میں دین اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے مبلغ اور واعظ روانہ فرمائے جنہوں نے ہر قبیلہ کا دورہ کر کے خدا کا پیغام پہنچایا۔ ان تبلیغی مہمات کے نتیجے میں قبول اسلام کے لئے اس کثرت سے مختلف قبائل کے وفود مدینہ آنے لگے کہ ”مَلِكٌ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا“ کا ایسا نظارہ سامنے آ گیا کہ چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی اس کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلاب انگیز شخصیت نے اسلام لانے والوں میں ایسی بجلیاں بھر دیں کہ وہ آپ کے بعد دیوانہ وار دُنیا کے مشرقی اور مغربی ممالک میں اسلام پھیلانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور ہر جگہ حق و صداقت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

”اب دیکھو کہ اُس نبیؐ کی کیسی بلند شان ہے جس نے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں انسانوں کی اصلاح کی اور فساد سے صلاحیت کی طرف اُن کو منتقل کیا۔ یہاں تک

کہ اُن کا کُفر پاش ہو گیا اور صدق اور راستی کے تمام اجزا برہمیتِ اجتماعی اُن کے وجود میں جمع ہو گئے۔ اور اُن کے دلوں میں پرہیزگاری کے نور چمک اُٹھے اور اُن کی پیشانی کے نقشوں میں محبتِ مولیٰ کے عہد ایک پھمکیلی صورت میں نمودار ہو گئے اور اُن کی ہمتیں دینی خدمات کے لئے بلند ہو گئیں۔ اور وہ دعوتِ اسلام کے لئے ممالکِ مشرقیہ اور مغربیہ تک پہنچے اور ملتِ محمدیہ کی اشاعت کے لئے بلادِ جنوبیہ اور شمالیہ کی طرف اُنہوں نے سفر کیا۔ اور اُن کی عقلیں علومِ الہیہ میں منور ہوئیں۔ اور اُن کے قویٰ فکریہ اُسرارِ ربانیہ کے سمجھنے کے لئے باریک ہو گئیں اور نیک باتیں بالطبع اُن کو سپاری لگنے لگیں۔ اور بد باتوں اور گناہوں سے بالطبع اُن کو نفرت پیدا ہوئی۔ اور رُشد اور سعادت کے خمیوں میں وہ اتارے گئے۔ بعد اس کے جو بتوں پر پرستش کے لئے سرنگوں تھے۔ اور اُنہوں نے اپنی کوششوں اور تگ و دو میں کوئی دقیقہ اسلام کے لئے اٹھانہ رکھا۔ یہاں تک کہ دین کو فارس اور چین اور روم اور شام تک پہنچایا اور جہاں جہاں کُفر نے اپنا بازو پھیلا رکھا تھا اور شرک نے اپنی تلوار کھینچ رکھی تھی وہیں پہنچے۔ اُنھوں نے موت کے سامنے سے مُنہ نہ پھیرا۔ اور ایک بالشت بھی پیچھے نہ بیٹھے، اگرچہ کار دوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ وہ لوگ جنگ کے وقتوں میں اپنی قدم گاہوں پر استوار اور قائم رہتے تھے۔ اور خدا کے لئے موت کی طرف دوڑتے تھے۔ وہ ایک قوم ہے جنہوں نے کبھی جنگ کے میدانوں سے تخلف نہ کیا اور زمین کی انتہائی آبادی تک زمین پر قدم مارتے ہوئے پہنچے۔ اُن کی عقلیں آزمائی گئیں اور ملک داری کی لیاقتیں جانچی گئیں۔ سو وہ ہر ایک امر میں فائق نکلے اور علم اور عمل میں سبقت کرنے والے ثابت ہوئے۔ اور یہ عجزہ ہمارے رسولِ خاتمِ النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور درحقیقت اسلام پر ایک صریح دلیل ہے۔“ (نجم الہدیٰ)

نیز فرماتے ہیں :-

”کیا یہ حیرت انگیز ماجرا انہیں کہ ایک بے زر، بے زور، بے کس، اُمّی، یتیم، تنہا، غریب، ایسے زمانے میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مال اور فوجی اور علمی رکھتی تھی، ایسی روشن تعلیم لایا کہ براہین فاطمہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی۔ اور بڑے بڑے لوگوں کو جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے، فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہی تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی؟ کیا تمام طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الہی کے بھی ممکن تھا ہے؟ خیال رکھنا چاہیے کہ جب آنحضرتؐ نے پہلے پہل مکے کے لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں، اُس وقت اُن کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ اُن کے قبضہ میں آگیا تھا کہ جس سے اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی؟ یا کونسی فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملے سے اُمن ہو گیا تھا، ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اُس وقت آنحضرتؐ زمین پر اکیلے اور بے کس اور بے سامان تھے۔ صرف اُن کے ساتھ حضرتؐ رہتا تھا“

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲۷-۱۲۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قریباً چھ سو سال قبل حضرت مسیحؑ جیسے برگزیدہ نبی نے دُعا کی تھی کہ ”اے خدا! جس طرح آسمان پر تیری بادشاہت ہے، اُسی طرح زمین پر بھی ہو۔“ آج دُنیا کی ایک کثیر آبادی یسوع مسیح کی اطاعت کا دم بھرتی ہے۔ اٹلی، افغانستان، فرانس، سپین، جرمنی، فلپائن، امریکہ اور آسٹریلیا، برطانیہ اور دیگر حکومتیں آپ کے سامنے عقیدت سے اپنا سر جھکاتی ہیں مگر اُن تیس سو سال گزر گئے، حضرت مسیحؑ کے ذریعہ آج تک خدا کی بادشاہت جو آسمان پر ہے، زمین پر قائم نہیں ہو سکی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ الی اللہ کا یہ کمال اعجاز ہے کہ

حضورِ اس دُنیا سے رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ خدا کی بادشاہت دوبارہ زمین پر قائم نہیں ہوگئی۔ اور ایسا انقلابِ عظیم رونما ہوا کہ لاکھوں دل حق اور راستی کی طرف کھینچے گئے۔ اور لاکھوں سینوں پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کا نقش جم گیا۔ اور وہ جزیرہ عرب جو بحرِ بُت پرستی کے اور کچھ نہیں جانتا تھا، سمندر کی طرح خدا کی توحید سے بھر گیا۔

أَحْيَيْتَ أَمْوَاتَ الْقُرُونِ بِجَلْوَةٍ

مَا ذَا يُمَاتُكَ بِهَذَا الشَّانِ

فِدَاكَ اَبِي وَامِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! آپ نے صدیوں کے مُردے ایک ہی جلوہ سے زندہ

کر دیئے۔ کون ہے جو اس شان میں آپ کا مقابلہ کر سکے۔ !!

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



TITLE:- THE 8th ISSUE OF THE SEERATUNNABI SERIES OF
"SHAN-E-KHATAMUL ANBIYA"

WRITER:- MOULANA DOST MOHAMMAD SHAHID.
(AHMADI HISTORIAN, RABWAH)

SUBJECT:- THE MANIFESTATION AND PROPAGATION
OF ISLAM.

PRINTER & PUBLISHER:- MAJLIS ANSARULLAH
MARKAZIYYA, QADIAN (INDIA)

EDITION:- AUGUST 1987.

لے وفات: یکم ربیع الاول ۱۴۰۸ھ بمطابق ۲۶ مئی ۱۹۸۷ء (سیرت النبی جلد دوم از شبلی نعمانی)

(مطبوعہ:- جمہور و آفیسٹ پرنٹنگ پریس جالندھر)